

خوبیو؟

دو ماہ پہلے کو وڈا کازور تھوڑا ساٹوٹ رہا تھا۔ مگر ایئر لائنز کی طرف سے اڑتا یس گھنٹے کی مدت میں کرونا کا ٹیکسٹ ہونا ضروری تھا۔ دنیا کی تمام فضائی کمپنیاں اس اصول پر من و عن عمل چرا تھیں۔ ویسے آج کل یہ مدت مزید کم کر کے چوبیں گھنٹے کر دی گئی ہے۔ بہر حال نیویارک سے واپسی پر کرونا ٹیکسٹ کے بغیر سفر ممکن نہیں تھا۔ انٹرنیٹ پر ٹیکسٹ کرنے والے سینٹر کو تلاش کیا۔ جس فلیٹ میں مقیم تھا، وہاں سے دس پندرہ منٹ کی مسافت پر تھا۔ وہاں پہنچا تو کلینک کے باہر چار پانچ مردو خواتین انتظار کر رہے تھے۔ میں بھی دروازے کے باہر کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں ایک نر نس بابر نگلی اور کہنے لگی کہ آپ لوگوں کو انتظار کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کی دلی معدودت کرتی ہوں مگر اندر دیگر مریض موجود ہیں وہ بھی ٹیکسٹ کروانے آئے ہوئے ہیں لہذا آپ تھوڑا سامزید انتظار کر لیجئے۔ خیر تھوڑی دیر بعد کلینک سے پانچ مرد اور خواتین نکلے اور نس نے باہر کھڑے ہوئے افراد کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ سماجی فاصلے کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اندر صرف پانچ کریساں تھیں۔ جب شاف کوائف لے رہا تھا تو میں نے پوچھا کہ کرونا ٹیکسٹ کروانے کی فیس کتنی ہو گی۔ اس خاتون نس نے مجھے غور سے دیکھا۔ انتہائی شاستگی سے بتایا کہ پورے امریکہ میں کرونا ٹیکسٹ سرکاری سطح پر کامل مفت کیا جاتا ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ خاتون شاید یہ سمجھ رہی ہے کہ میں امریکی شہری ہوں اور شاید یہاں کے شہریوں کے لئے ٹیکسٹ کی سہولت بالکل مفت ہے۔ شاف کو بتایا کہ میں غیر ملکی ہوں۔ میرے پاس امریکی شہریت نہیں ہے۔ اس نے ہنسنا شروع کر دیا۔ ٹیکسٹ کی سہولت ہمارے ملک میں سب کے لئے کامل طور پر مفت ہے۔ یہ امریکی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں اور ملک میں آنے والے مہماںوں میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہ کرے۔ لہذا یہ ٹیکسٹ ہر رنگ، نسل اور ہر شہریت کے لئے فری ہے۔ خیر ٹیکسٹ ہوا۔ اگلے دن رپورٹ ای میل پر موصول ہو گئی اور میں پاکستان آگیا۔ یہ واقعہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مگر چند دن پہلے میرے ایک دوست کے ساتھ ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ جس کی وجہ سے میں اپنے ملک میں بخی ہسپتا لوں اور ٹیکسٹ لیبارٹریوں کی لوٹ مار کا ذکر کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ گزشتہ دو برسوں سے ہمارا ملک کرونا کے عذاب سے گزر رہا ہے لاکھوں لوگ اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ ہزاروں جانیں اس مہلک بیماری سے ملک عدم کروانہ ہو چکی ہیں۔ یہ بلا ایک نئے روپ میں ہمارے سامنے دوبارہ آن کھڑی ہوئی ہے۔ اب اگر آپ نے امریکہ جانا ہو تو ایئر لائنز، صرف چوبیں گھنٹے کے اندر کرونا ٹیکسٹ کے نتائج کو تسلیم کرتی ہیں۔ لاہور میں بڑی پرائیویٹ اور فلاجی اداروں کے نام پر لیبارٹریاں ہیں جو آٹھ سے دس ہزار روپے میں کرونا ٹیکسٹ کر رہی ہیں۔ میرے دوست نے ان میں سے ایک پرائیویٹ لیبارٹری سے ٹیکسٹ کروایا۔ پرواز میں چوبیں گھنٹے تھے۔ دوست صحت کے لحاظ سے بالکل ٹھیک تھا۔ ٹیکسٹ رپورٹ کوئی دس بارہ گھنٹے میں آنی تھی۔ جب کرونا کا نتیجہ آیا تو کرونا پوزیٹو قرار دیا گیا۔ وہ شش درہ گیا کیونکہ اسے بخار یا کسی قسم کی کوئی علامات نہیں تھیں۔ بڑی پریشانی میں مجھے فون کیا کہ اب وہ کچھ دن پاکستان مزید رہے گا کیونکہ اب ہوائی جہاز میں سفر نہیں کر سکتا۔ اسے ایک ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تاکہ علاج شروع ہو۔ وہاں پہنچ۔ ڈاکٹر صاحب نے رپورٹ دیکھی۔ ایک قہقہہ لگایا۔ دوست سے پوچھا کہ کیا آپ نے لیبارٹری والے کو بتا تو نہیں دیا تھا کہ آپ یہ ٹیکسٹ بیرون ملک جانے کے لئے کروار ہے ہیں۔ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ ہم سارے ڈاکٹر صاحب کے کلینک میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے دوست کے موبائل پر اسی لیبارٹری سے فون آیا۔ ان سے نام وغیرہ پوچھ کر فون کرنے والے نے کہا کہ اگر آپ ہمیں دس ہزار روپے دے دیں تو آپ کا کرونا ٹیکسٹ منفی ہو جائے گا۔ یہن کردوست نے تقریباً چھتے ہوئے کہا کہ آپ کی لیبارٹری نے تو مجھے کرونا پوزیٹو قرار دیا ہے۔ اب آپ کیسے نیکیوں کر سکتے ہیں۔ فون کرنے والا اسی لیبارٹری سے بول رہا تھا۔ دوسری طرف سے جواب آیا کہ یہ آپ کا مسئلہ نہیں۔ لیبارٹری آکر دس ہزار روپے جمع کروادیں آپ کو فوراً منفی رپورٹ مل جائے گی۔ ہم نے یہ سب کچھ ڈاکٹر صاحب کو بتایا۔ انہوں نے بے دریخ لیب کے مالک کی شان میں چند گستاخانہ فقرے کے کہہ کر بتایا کہ یہ اس بخی لیب کا دھندا ہے۔ ہمیں بالکل یقین نہیں آیا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کرونا کے رپید ٹیکسٹ کی کٹ نکالی۔ ٹیکسٹ کیا۔ نتیجہ سامنے تھا۔ دوست کرونا کا مریض نہیں تھا۔ لیبارٹری کی رپورٹ بالکل غلط تھی۔ مگر حل کسی کے پاس بخی نہیں تھا۔ وہ چپکے سے اسی بخی لیب میں گیا۔ دس ہزار ادا کیے اور منقی رپورٹ لے کر خاموشی سے امریکہ واپس چلا گیا۔

امریکہ جا کر فون کیا اور کہنے لگا کہ یہ ملک بھی بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ جہاں لوگ ٹیکسٹ کے منفی یا مثبت کرنے کے بھی پیسے وصول کر رہے ہوں۔ وہاں ایمانداری یا اصولوں کی بات کرنا حماقت نہیں بلکہ پاگل پن ہے۔ میرے پاس اس طرزیہ بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ خاموش ہو گیا۔ بلکہ حدود رجہ شرمندگی بھی ہوئی۔ مجھے اندازہ ہے کہ صوبائی اور وفاقی حکومت نے کرونا وبا میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر اچھا بلکہ بہترین کام کیا ہے۔ مگر بدنام ترین بخی لیبارٹریوں کو مادر پر آزادی کیوں دی گئی۔ جو عرض کر رہا ہوں یہ صرف ایک دوآ دمیوں کے ساتھ نہیں ہوا۔ یہ لیب کا وظیرہ ہے۔ جہاں پر سفر کرنے والوں کو پہلے کرونا کی مثبت رپورٹ دے کر حدود رجہ پریشان کیا جاتا ہے پھر دس ہزار روپیہ وصول کر کے رپورٹ کو منقی قرار دے دیتے ہیں۔ ان کا یہ دھندا دو برسوں سے بھر پور طور پر چل رہا ہے۔ لیبارٹریوں کے مالک اس غلاظت سے کروڑوں روپے ناجائز طور پر کماچکے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ صوبائی وزیر صحت اور مرکزی مشیر صحت حد درجہ فعال لوگ ہیں۔ پھر انہیں کیوں اس سگین جرم کا علم نہیں ہو سکا۔ اب تک انتہائی دھڑکے سے یہ کاروبار کیوں جاری ہے۔

ٹیکسٹ کرواتے وقت یہ طے کیا جا سکتا کہ رپورٹ منقی دینی ہے یا مثبت۔ اب آپ خود اندازہ لگا لیجئے کہ کس کس بلند سطح کے لوگوں نے عالمتوں پیشیوں، مقدمات اور دیگر مسائل سے بخچے کے لئے جعلی مثبت یا منقی رپورٹ حاصل کی ہو گی۔ کیا اب بھی آپ کو اندازہ نہیں ہوا کہ ہمارے چندرا ہم ترین سیاست دان جیسے ہی کوئی حساس فیصلہ کرنے یا ہونے کے نزدیک ہوتے ہیں تو انہیں فوری طور پر کرونا ہو جاتا ہے۔ آپ خود سمجھدار ہیں۔ اس تمام بکھیرے کے پیچھے بخی لیب دھندا ہے جو مرضی کا رزالٹ لے لیں۔ یہ سب کچھ بڑے آرام سے جاری و ساری ہے۔ سب ادارے اور لوگ جانتے بوجھتے ہوئے بھی مکمل خاموش ہیں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ کیا چند بخی ہسپتا لوں میں کوڈ کے مریض سے یوں یہ ساٹھ ستر ہزار روپے نہیں لیے جاتے۔ بلکہ ایک دوہسپتال تو تقریباً سیدھا ایک لاکھ روپے وصول کرتے ہیں۔ مری میں تو ابلے ہوئے اٹھے اور پانی پانچ سو سے ہزار روپے تک فروخت ہوا تھا جو کہ ایک غیر شریفانہ کام ہے۔ مگر بخی ہسپتا لوں اور لیبارٹریوں کو عام شہری کو لوٹنے کی اجازت کیوں کرے۔ یہ کونسا اخلاقی اصول ہے جس کے تحت یہ رنگ بازا لوگ صحت کے نام پر لوگوں کی جیبوں پر ڈاکے ڈال رہے ہیں۔ سوال یہ بھی ہے کہ غریب آدمی کو دھرجائے۔ اس کا والی وارث کون ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ صحت کا رڑا ایک انقلابی قدم ہے مگر صحت کے بخی شعبے کی لوٹ مار کوں کنٹرول کرے گا۔ کیا یہ واقعی راست قدم ہے کہ ہم انتہائی لاچی بخی شعبے کے حوالے سب کچھ کر دیں۔ سرکاری ہسپتا لوں کوتا لے لگا دیں۔ صحت کے سرکاری شعبے کی سر پرستی ہی کرنا چھوڑ دیں۔ کیا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں کہ بدنام زمانہ لیبارٹریوں اور ہسپتا لوں کے مالکان کو پابند سلامیں کرے۔ کیا امریکہ یا کسی بھی مہذب ملک کی طرح کرونا ٹیکسٹ اور اس کا علاج مکمل طور پر مفت نہیں ہو سکتا۔ مگر میں غلط سوچ رہا ہوں۔ مغربی ممالک اپنے میکنیوں کی صحت کی حفاظت کرنا اپنا نبیادی کام گردانے ہیں۔ اور ہمارے ہاں صحت کو صرف ایک کاروبار بنادیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا گدانا لہ بن چکا ہے جس میں لاچ اور ہوں زر کی نجاست کے علاوہ کچھ بخی نہیں ہے۔ ہم غلاظت پر عطر چھڑک کر کہہ رہے ہیں، کہ وہ وہ کیا زبردست خوبیو ہے؟